شعاری میں سے کوئی چیز باقی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں چار باتیں باقی رہتی ہیں۔(۱) ان کے حق میں رحم وکرم اور مغفرت وبخشش کی دعا کرنا۔(۲) ان کا وعدہ پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔(۴) ان کی وجہ سے قائم رشتوں کو جوڑنا (ان سے صلہ رحمی کرنا) والدین کی وفات کے بعد یہ باتیں ابھی تیرے ذمہ باقی ہیں۔'' [سنن أبي داؤد]

والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ برابر نیک سلوک کرتے رہنا چاہیے۔ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پروائی دراصل والدین سے بے نیازی ہے۔والدین کی ہر بات میں فرمانبرداری کرنے چاہیے بشرطیکہ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو؛ کیونکہ خالق کے نافرمانی کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتے ہیں''اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھے انداز سے ان کے ساتھ نباہ کر۔'' [لقمان: ۱۵]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ جس طرح حق ہے ہمیں اس طرح والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

قسط(۱)

قرآنی پیش گوئیاں

میاں انوار اللہ۔ اسلام آباد

قرآن مجید کا تعارف: قرآن کریم وہ کتاب ہے جو اللہ تعالی نے اپنے سب زیادہ برگزیدہ بندے اور آخری نبی محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ پھر اللہ تعالی کے اس برتر وافضل بندے نے اس کا ایک ایک حرف اللہ کے بندوں کو سنایا۔ اور وضاحت کر کے ذہن نشین کرایا۔ علامہ ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف ''المشوق إلى علوم القرآن'' میں لکھا ہے کہ لفظ ''قرآن'' محاورہ ''قرأت الحوض'' سے لیا گیا ہے، جو پانی سے بھرے ہوئے حوض کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید چونکہ جملہ علوم کا مکمل احاطہ کیے ہوئے، اپنے دامن میں مکمل معرفت سمیٹے ہوئے تمام حقائق کا مجموعہ ہے، اس لیے ''قرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس بیان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فصاحت وبلاغت: قرآن کی فصاحت وبلاغت سے لطف اندوز ہونے کے لیے پہلی شرط عربی زبان پر عبور حاصل ہونا ہے۔ دوسری شرط عقل سلیم اور تیسری شرط ذہن کا بغض وعناد سے پاک ہونا ہے۔ قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں ہے، ترجمے میں وہ چاشنی نہیں ہوتی جو اصل متن پڑھنے سے ملتی ہے۔ پھر بھی قرآن کا دوسری زبانوں میں ترجمہ پڑھ کر لاتعداد انسان مشرف باسلام ہو رہے ہیں۔ قرآن کا فصاحت وبلاغت میں ایک اپنا ہی مقام ہے۔ الفاظ کی شان وشوکت، معانی کا حسن، اثباتِ توحید اور ردِ شرک وغیرہ میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾ [الحجر: ۹] ''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' یعنی اللہ تعالی نے ہی قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے؛ جبکہ تورات وانجیل کا ایک اصل ورق بھی دنیا میں موجود نہیں ہے۔

استثنا: ۱۲۵ اایک نسخہ تھا جس کے بارے میں گمان ہوسکتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تک بحفاظت موجود رہا ہو؛ لیکن سلاطین اول باب نمبر ۸ سے پتہ چلتا ہے کہ عہد سلیمانی کا صندوق خیمہ عبادت سے ہیکل سلیمانی میں لایا گیا تو دو پتھر کی ٹوٹی ہوئی لوحوں کے علاوہ صندوق میں کچھ نہ تھا۔ ۲۰۰۰ء میں صلیب پرست نصرانی ۱۰۴ انجیلوں پر عمل پیرا ہیں۔

قرآن مجید آسان ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۞﴾[القمر:١٧] ''اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟!'' یہ قرآن مجید کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ مسلمانوں میں لاکھوں حافظ قرآن موجود ہیں؛ جبکہ یہودی، عیسائی، پارسی اور ہندوؤں میں ایک انسان بھی اپنی اصل مذہبی کتاب کا حافظ نہیں ہے۔

کفار کا مغلوب ہونا اور جہنم کی طرف ہانکا جانا: ﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞﴾[آل عمران: ١٢] ''کافروں سے کہہ دیجئے کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔'' اس آیت کریمہ میں کفار سے مراد یہود ہیں۔ یہ پیشگوئی جلد پوری ہوگئی، چنانچہ یہودی قبیلے بنوقینقاع اور بنونظیر جلاوطن کر دیے گئے، جبکہ بنوقریظہ قتل ہوئے۔ خیبر فتح ہوگیا اور یہودی جزیہ گزار بن گئے۔ آج کل بھی کوئی مسلمان یہود اور اسرائیل کی دنیا پر مالی گرفت کو ان کی خوشحالی نہ سمجھے، جونہی امریکہ اپنی پشت پناہی ختم کر دے، تو اسرائیل گھنٹہ بھر بھی دنیا میں اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔ یہود انتہائی سازشی اور ڈرپوک قوم ہے۔ اس کا عینی مشاہدہ امریکہ اور مغربی ممالک میں کیا جا سکتا ہے۔ اس کی زندہ مثال انگلینڈ کے دارالحکومت لندن میں ان کا عبادت خانہ سینی گاگ ہے۔ اس جیسی عمارتوں کے لیے چار یا زیادہ سے زیادہ ۵ کیمرے کافی ہیں۔ لیکن کتنا ان جانا خوف ان پر سوار ہے، کہ اس پر ۹ کیمرے نصب ہیں۔ مزید دیکھئے کہ نہتے غلیل بردار فلسطینیوں سے جدید ترین ہتھیاروں اور گولہ بارود سے لیس اسرائیل کا کلیجہ پتہ پانی ہو رہا ہے۔

یہود کے کرتوت: ﴿لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ إِلَّا أَذًى وَإِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۞ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوْا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْأَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۞﴾[آل عمران: ١١١-١١٢] ''یہ تمہیں ستانے کے سوا اور زیادہ کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے، اگر لڑائی کا موقع آجائے تو یہ پیٹھ موڑ لیں گے، پھر مدد نہ کیے جائیں گے۔ ان پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی ہوئی ہے۔ الا یہ کہ اللہ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں۔ وہ غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے اور ان پر فقیری ڈال دی گئی۔ یہ اس لیے کہ وہ لوگ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور بلاوجہ انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں

اور زیادتیوں کا۔''

''ستانے'' سے مراد زبانی ایذا، بہتان تراشی اور افترا ہے، جس سے دل کو وقتی طور پر ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ تاہم میدان جنگ میں یہ تمہیں شکست نہیں دے سکتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مدینہ منورہ سے یہود کو نکلنا پڑا، پھر خیبر فتح ہوگیا۔ بعد میں انہیں وہاں سے بھی نکال دیا گیا۔ اس طرح شام میں عیسائیوں کو مسلمانوں نے شکست فاش دی۔ لیکن بعد میں مسلمانوں میں ایمانی کمزوری اور یہود ونصاریٰ کے اتحاد اور سازشوں کی بنا پر بیت المقدس مسلم امت کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اِن شاء اللہ یہ صورت حال بدل جائے گی۔ بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہودیت ونصرانیت کا خاتمہ اور غلبہ اسلام یقینی ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ [ابن کثیر] یہودیوں پر جو ذلت ومسکنت اور غضب الٰہی مسلط کی گئی ہے، اس سے عارضی طور پر بچاؤ کی دو صورتیں بتائی گئی ہیں:

ا۔ وہ اللہ کی پناہ میں آجائیں۔ یعنی اسلام قبول کرلیں، یا جزیہ ادا کر کے اسلامی مملکت میں ذمی کی حیثیت سے پرامن زندگی گزاریں۔

۲۔ لوگوں کی پناہ میں آجائیں۔ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں: **(الف)** اسلامی مملکت کی بجائے عام مسلمان ان کو پناہ دے۔ حکمرانوں کو تاکید کی گئی کہ وہ ادنیٰ مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو رد نہ کریں۔ **(ب)** کسی بڑی غیر مسلم طاقت کی ان کو پشت پناہی حاصل ہوجائے۔ اسرائیل کی حیثیت یہ ہے کہ وہ امریکہ اور مغربی ملکوں کی چھاؤنی ہے جو کہ مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کو دبا کر رکھنے کی پالیسی کا حصہ ہے۔

دشمنوں پر رعب: ﴿سَنُلْقِيْ فِي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ أَشْرَكُوْا بِاللهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَمَأْوٰهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۵۱] ''عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے۔ اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں، جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ان ظالموں کی بری جگہ ہے۔'' غزوہ احد میں جب درہ پر متعین مسلمانوں کے پچاس میں سے چالیس تیر اندازوں نے فرمان رسول ﷺ کی تاویل کرتے ہوئے پوسٹ چھوڑ دی اور مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ پیارے رسول ﷺ خود زخمی ہوئے، ۷۰ صحابہ کرام شہید ہوئے۔ ابوسفیان نے مدینہ سے چند میل سفر کے بعد مدینہ پر دوبارہ حملہ آور ہونا چاہا؛ لیکن رعب رسول ﷺ کی بدولت وہ ایسا نہ کرسکا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ رعب مسلمانوں کا

اب بھی کفار پر ہے۔اس کا مشاہدہ انڈیا کے ساتھ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کی اکثریت آج کل شرک وبدعت اور گناہوں میں مبتلا ہے۔اسی وجہ سے کفار کے رعب سے ان کی ہر آن گھگی بندھ رہی ہے۔اگر یہ امت قرآن مجید اور سنت نبویہ کے مطابق اپنی اصلاح کرلے، تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکے گی۔﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾

اللہ پاک کی محبوب قوم: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ [المائدة: ٥٤] ''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ لوگ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر، اور سخت ہوں گے کفار پر۔اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔یہ ہے اللہ کا فضل جسے چاہے دیتا ہے۔اللہ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔''

قتادہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ اسے پہلے ہی معلوم تھا کہ وفات رسول ﷺ پر بہت سے قبائل مرتد ہو جائیں گے۔اس فتنہ ارتداد کے خاتمے کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے دست راست تھے۔مرتدین کے مقابلے میں جس قوم کو اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا، اس کی چار نمایاں صفات ہوں گی: (۱) اللہ سے محبت کرنا اور اس کا محبوب ہونا۔(۲) اہل ایمان کے لیے نرم ہونا اور کفار پر سخت ہونا۔(۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔(۴) اللہ کے بارے میں کسی ملامت سے نہ ڈرنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت کی برکت سے معاشرے میں برائیوں کا چلن عام نہ ہوا۔اکثر لوگوں نے نیکی پر استقامت اختیار کی، اللہ کے حکموں کی اطاعت لازماً کرلی۔متأخر زمانوں میں کتنے لوگ ہیں جو ملامت کرنے والوں کی ملامت سے عاجز آجاتے ہیں اور دعوت سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

مبلغ کا محافظ اللہ تعالیٰ: ﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝﴾ [المائدة] ''اے